OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

حفاظت اور امن کا قرآنی تصور: تفسیر مظہر القرآن کی روشنی میں سورۃ الحجر کا خصوصی مطالعہ

The Qur'anic Concept of Protection and Peace: A Special Study of Surah Al-Hijr in the Light of Tafsir Mazhar-ul-Qur'an

Mr. Fazal Wadood
Ph. D Scholar, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: fazalwadood1985@gmail.com

Dr. Javed Khan (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: javedkhan@uswat.edu.pk

Received on: 25-10-2025 Accepted on: 20-11-2025

Abstract

For human beings, the existence of social peace is a fundamental necessity for living a worldly life. Allah Almighty has provided us with guidance through the Holy Qur'an regarding the establishment of a peaceful society. Some of these teachings are found in Surah Al-Hijr. The present research undertakes a thematic study of Surah Al-Hijr from the perspective of peace and protection. The themes of this Surah reveal that the Qur'an does not regard peace and protection merely as the result of outward measures and material resources; rather, it connects them with faith, the belief in the Oneness of Allah, obedience to Allah Almighty, piety, trust in Allah, and the concept of His supervision and protection. Surah Al-Hijr discusses several interconnected themes, including the preservation of the Qur'an, the supervision of the celestial system, the balanced order of the earth, the provision of sustenance for all creatures, the determination of the lifespan of human beings, Allah Almighty's protection of His sincere servants from the trials and temptations of Satan, the support and assistance granted to the Prophets (peace be upon them), and the ultimate fate of those who reject the truth. Collectively, these discussions present a comprehensive Qur'anic concept of peace and protection. In light of the exegetical discussions found in *Tafsir Mazhar-ul-Quran*, this research aims to clarify that although the importance of outward and material means in human life is undeniable, the ultimate source of true protection is Allah Almighty Himself. In the present age, when various manifestations of fear, mental anxiety, intellectual confusion, moral weakness, and spiritual dissatisfaction have become widespread, the message of Surah Al-Hijr invites human beings to place their trust in Allah Almighty, obey Him, and develop firm faith in His protection.

Keywords: Peace, Hijr, Society.

تعارف

امن انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں ایک نہایت اہم حیثیت رکھتا ہے۔ فرد اور معاشرہ اس وقت اپنی صلاحیتوں کو بہتر طور پر بروئے کار لا سکتے ہیں جب انہیں جان و مال، عزت و آبرو، فکر و عقیدہ اور مستقبل کے حوالے سے اطمینان اور تحفظ حاصل ہو۔ تعلیم، عبادت، معاشی سرگرمیاں، خاندانی نظام، دعوت و اصلاح اور اجتماعی ترقی کے لیے ایک پُرامن ماحول بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس خوف اور عدمِ تحفظ کی کیفیت انسان کی فکری، معاشرتی اور تعمیری صلاحیتوں کو متاثر کرتی ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر قرآنِ کریم نے متعدد مقامات پر امن کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمتوں میں شمار کیا ہے۔

قرآنِ مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امن محض انسانی کوششوں سے حاصل ہونے والی ایک دنیاوی سہولت نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر اپنے بندوں کو امن و اطمینان کی نعمت یاد دلا کر انہیں اپنی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ خصوصاً مکہ مکرمہ کا ماحول اس حقیقت کی نمایاں مثال پیش کرتا ہے۔ مکہ ایک ایسے خطے میں واقع تھا جہاں قدرتی وسائل محدود تھے اور معاشی مشکلات بھی موجود تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اہلِ مکہ کو امن اور رزق دونوں جیسی عظیم نعمتیں عطا فرمائیں۔ اسی احسان کی یاد دہانی کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ[1]

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن والا بنا دیا، حالاں کہ ان کے گرد و پیش سے لوگ اچک لیے جاتے تھے؟

اسی طرح سورۃ قریش میں امن اور معاشی آسودگی کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو بھوک سے نجات اور خوف سے امان عطا ہونے کی یاد دہانی کرائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشی استحکام اور امن ایک دوسرے سے جدا نہیں۔

الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ۔[2]

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں اپنے بندوں پر عطا کردہ دو نہایت اہم احسانات کا ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے: ایک رزق اور معاشی آسودگی اور دوسرا خوف سے نجات اور امن و اطمینان۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی زندگی کی خوش حالی صرف مادی وسائل کی فراہمی سے وابستہ نہیں، بلکہ جان و مال کے تحفظ اور پُرامن ماحول کی دستیابی بھی اس کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امن و سلامتی انسان کی ان بنیادی ضروریات میں شامل ہے جن کے بغیر زندگی کا نظام اطمینان اور استحکام کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی لیے قرآنِ کریم نے اسے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت قرار دے کر انسان کو اپنے منعمِ حقیقی کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی امن، صحت اور روزمرہ ضروریات کی دستیابی کو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَن اَصبَحَ مِنكُم آمِنا فِی سِربہ مُعَافی فِی جَسَدِہ عِندَہ قُوتُ یَومِہ فَکَاَنمَا حِیزَت لَہ الدنیَا بِحَذافِیرِہ۔[3]

"تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کے اعتبار سے امن میں ہو، جسمانی طور پر تندرست ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو، تو گویا اس کے لیے پوری دنیا جمع کر دی گئی۔"

مفہوم: اس حدیثِ مبارک میں نبی کریم ﷺ نے انسانی زندگی کی بنیادی خوش حالی کو تین عظیم نعمتوں کے ذریعے واضح فرمایا ہے: امن، صحت اور بقدرِ ضرورت رزق۔ جس انسان کو اپنی جان اور اہل و عیال کے تحفظ کے بارے میں اطمینان حاصل ہو، وہ جسمانی عافیت کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو اور اس کی بنیادی غذائی ضرورت پوری ہونے کا انتظام موجود ہو، تو اسے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں سے بہرہ مند سمجھنا چاہیے۔

حدیث کا اصل پیغام یہ ہے کہ انسان کی خوش حالی صرف مال و دولت کی فراوانی کا نام نہیں؛ بلکہ پرامن زندگی، صحت مند جسم اور ضروری رزق بھی ایسی نعمتیں ہیں جن کے بغیر دنیا کی بڑی سے بڑی آسائش بے معنی ہو سکتی ہے۔ اس لیے بندۂ مؤمن کو حاصل شدہ نعمتوں کو معمولی سمجھنے کے بجائے ان کی قدر کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور قناعت و اطمینان کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔ یہی وہ کیفیت ہے جسے نبی کریم ﷺ نے پوری دنیا حاصل ہونے کے برابر قرار دیا ہے۔

سورۃ الحجر کا تعارف

سورۃ الحجر قرآنِ کریم کی مکی سورت ہے۔ اس میں 99 آیات اور 6 رکوع ہیں۔ اس سورت میں توحید، رسالت، قرآنِ کریم کی حفاظت اور سابقہ اقوام کے واقعات کے ذریعے انسان کو نصیحت اور عبرت دلائی گئی ہے۔

اس سورت کا نام "الحجر" ہے۔ حجر ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ اور شام کے درمیان واقع تھا۔ یہاں قومِ ثمود آباد تھی۔ قرآنِ کریم نے سورۃ الحجر کی آیات 80 تا 84 میں اس قوم کے حالات، ان کی سرکشی اور پھر ان پر آنے والے عذاب کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ اس سورت میں مقامِ حجر اور وہاں آباد قومِ ثمود کا واقعہ بیان ہوا ہے، اسی مناسبت سے اسے سورۃ الحجر کہا جاتا ہے۔

الحجر "کا لغوی معنی اور اصحابِ حجر

لفظ" الحجر "کے لغوی معنی مضبوطی، اِحکام اور طاقت کے ہیں۔ یہ قومِ ثمود کے رہنے کی جگہ کا نام ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ[4]

ترجمہ: اور بیشک حجر والوں (قومِ ثمود) نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القران میں فرماتے ہیں:

کہ حجر کے رہنے والے قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی امت کا قصہ مختصر طور پر بیان فرما کر قریش کو تنبیہ فرمائی کہ حجر والوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی۔ ہم نے ہم نے قوم ثمود کو قدرت کے دلائل بتلائے اور نشان قدرت دکھائے۔ حاصل یہ ہے کہ سب نشانیاں ہم نے ثمود کو دکھائیں پھر انہوں نے اعتراض کیا اور ایمان نہیں لایا تو ان کے مکانوں اور طاقتوں نے ان کو کچھ فائدہ نہیں دیا۔[5] یعنی انہوں نے یہ بستی پہاڑوں میں بنائی تھی تاکہ وہ ان کی حفاظت کرے اور انہیں محفوظ رکھے۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ نے انہیں جو مادی نعمتیں اور طاقت دی ہے، اس کی بدولت وہ دنیا کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ چنانچہ جب وہ اللہ کے راستے سے دور ہوئے، تو اللہ نے انہیں حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمانی پر ایک ہولناک آواز کے ذریعے ہلاک کر دیا، جو ان کے کانوں کے راستے داخل ہوئی اور انہیں مردہ کر کے ڈھیر کر گئی۔ ان کی وہ تمام تدبیریں اور مادی حفاظتی انتظامات ان کے کچھ کام نہ آ سکے جن پر انہیں بڑا ناز تھا اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَكَانُواْ يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ[6]

ترجمہ: اور وہ پہاڑوں کو تراش کر امن و اطمینان کے ساتھ گھر بناتے تھے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ " الحجر "اس بات کی علامت بن گئی کہ اصل حفاظت اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ حفاظت صرف مادی وسائل سے حاصل نہیں ہوتی، مادی وسائل تو محض اسباب ہیں، اصل محافظ صرف اور صرف اللہ ہے۔ انسان کو اپنی مادی طاقت پر کبھی غرور نہیں کرنا چاہیے، خواہ وہ ترقی اور تہذیب کے کسی بھی عروج پر کیوں نہ پہنچ جائے۔

قرآن پاک سے یہ واضح ہے کہ حق تعالی نے اپنے بندوں کو احکام اور عبادات نازل کرنے کے ساتھ ساتھ ان احکام کی حفاظت، ان پر ایمان لانے والوں کی حفاظت اور پوری کائنات کے نظام کی حفاظت کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں حفاظت کے مختلف مظاہر سامنے آتے ہیں، کہیں کلام الٰہی کی حفاظت کا اعلان ہے، کہیں حفاظت آسمان کا اعلان ہے کہیں مخلص بندوں کو شیاطین سے حفاظت کی بشارت ہے اور کہیں انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل ایمان کو عذاب الٰہی سے نجات دے کر اللہ تعالی کی خصوصی حفاظت کا تذکرہ ہے۔

سورۃ الحجر میں ان سارے مظاہر کو ایک جامع طرز میں بیان ہے۔ اس سورت میں حفاظت اور امن کے متعدد پہلو نہایت مربوط انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ آغاز سورت میں قرآن کریم کی حفاظت کا اعلان کیا گیا، پھر آسمان کی حفاظت، تخلیق کائنات کے محفوظ نظام، مخلص بندوں کی شیطان سے حفاظت، حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے واقعات میں اہل ایمان کی حفاظت اور مجرم قوموں کی تباہی کا ذکر کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ حقیقی امن صرف اللہ تعالی کی پیروی اور ہدایت سے وابستہ ہے۔ اس بناء پر اس مقالے میں سورۃ الحجر کا موضوعاتی مطالعہ کرتے ہوئے اس میں مذکور امن اور حفاظت کے مختلف پہلوؤں کو قرآن و سنت اور تفسیر مظہر القرآن کی روشنی میں واضح کیا جائے گا

، تاکہ معلوم ہو سکے کہ سورۃ الحجر صرف تاریخی واقعات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا منشور ہے جو فرد معاشرہ اور امت کو ہر قسم دینی، فکری، اخلاقی اور معاشرتی امن کے اصول عطا کرتا ہے، دور حاضر میں سورۃ الحجر کی تعلیمات سے فکری انتشار، دینی شبہات اور اخلاقی بحران کا حل نکالا جاسکتا ہے اور حقیقی امن کا راستہ متعین کیا جاسکتا ہے۔

امن کا مفہوم اور قرآنی تصور: عربی میں امن کا تعلق اطمینان، خوف کے زائل ہونے، سلامتی اور تحفظ سے ہے۔ قرآن کے تناظر میں امن صرف جنگ نہ ہونے کا نام نہیں؛ اس میں عقیدے کا اطمینان، دل کا سکون، جان و مال کا تحفظ، معاشرتی عدل، اخلاقی سلامتی اور آخرت کی کامیابی بھی شامل ہیں۔

قرآن مجید نے ایمان اور امن کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ[7]

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی قسم کے ظلم و شرک سے آلودہ نہیں کیا، ان کے لیے امن و اطمینان ہے اور یہی لوگ حقیقی ہدایت پر قائم ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حقیقی امن کا سرچشمہ اور بنیاد ایمان خالص ہے۔

سورہ الحجر میں امن اور حفاظت کے مظاہر:

سورۃ الحجر کا آغاز محض ایک شروعات نہیں بلکہ اس کے اصل موضوع ہے:

الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ[8]

ترجمہ: الر، یہ کتاب الٰہی اور واضح قرآن کی آیات ہیں۔

یہ آغاز اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ جو تلاوت کیا جا رہا ہے وہ ایک واضح کتاب اور قرآن ہے، اور پھر پوری سورۃ اسی فکر کے گرد گھومتی ہے کہ یہ قرآن ضائع ہونے سے محفوظ ہے، برعکس ان پہلی امتوں کے جن کے صحیفے مٹ گئے اور ناپید ہو گئے۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القرآن میں صحیح بخاری شریف کی یہ حدیث مبارک ذکر فرماتے ہیں

مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ الله اِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[9]

یعنی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیگر معجزوں کے علاوہ مجھ کو قرآن شریف ہی کا ایک ایسا معجزہ دیا گیا ہے جس کے سبب سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے نیک لوگوں کی تعداد دوسری امتوں کے نیک لوگوں کی تعداد سے زیادہ ہو گی۔[10]

اصل امن ایمان اور اسلام ہیں:

سورت کے شروع میں یہ واضح ہے کہ حقیقی امن صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی ہدایت سے وابستہ ہے اسلئے فرمایا کہ کافر دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کے باوجود افسوس کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ[11]

ترجمہ: (ایک وقت آنے والا ہے) کہ بہت آرزوئیں کریں گے کافر لوگ: "کاش! ہم مسلمان ہوتے"۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القرآن میں اس آیات کی تفسیر میں کفار کی تمنا کے متعلق امام طبرانیؒ (م:-360ھ) کے حوالہ سے حضرت جابر بن عبد اللہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ذکر کیا ہیں جس روایت کو امام حاکمؒ (م:-405ھ) نے مستدرک میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہیں۔

" إِذَا اجْتَمَعَ أَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ، وَمَعَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ قَالُوا: مَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِسْلَامُكُمْ، وَقَدْ صِرْتُمْ مَعَنَا فِي النَّارِ؟ قَالُوا: كَانَتْ لَنَا ذُنُوبٌ، فَأُخِذْنَا بِهَا، فَسَمِعَ اللَّهُ مَا قَالُوا، قَالَ: فَأَمَرَ بِمَنْ كَانَ فِي النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ فَأُخْرِجُوا فَيَقُولُ الْكُفَّارُ: يَا لَيْتَنَا كُنَّا مُسْلِمَيْنِ، فَنُخْرَجُ كَمَا أُخْرِجُوا، قَالَ: وَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمَيْنَ} [12]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا بعضے مسلمان کلمہ گو گنہگار جس وقت دوزخ میں جاویں گے تو کافر ان پر طعن کریں گے کہ تمہاری مسلمانی کچھ کام نہ آئی، آخر تم بھی ہمارے ساتھ عذاب میں پھنسے۔ اللہ تعالیٰ ان کافروں کے یہ طعن سن کر جھٹ ان مسلمان کلمہ گو لوگوں کو دوزخ سے نکالنے کا حکم کرے گا۔ اس وقت کافر لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی کلمہ گو ہوتے۔ یہ ذکر فرما کر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس سے معلوم ہوا کہ اصل شان نزول اس آیت کا یہی ہے۔[13]

امام ترمذیؒ (م:-279ھ) نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں بھی اس کے قریب روایت ذکر کی ہے۔

قرآن مجید اور دین اسلام کی حفاظت

سورۃ الحجر کی نویں آیت قرآن کریم کے تحفظ کے بارے میں نہایت واضح اعلان پیش کرتی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[14]

یعنی بے شک ہم نے ہی قرآنِ کریم کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی نگہبانی فرمائیں گے۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی اپنی تفسیر مظہر القرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

" یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کی حفاظت اپنی ہاتھ میں لے لی ہے۔ کبھی اس میں ردوبدل نہ ہو گا جس طرح پہلی کتابوں توریت وانجیل میں ردوبدل ہو گیا۔[15]

کائنات اور نعمتوں کی حفاظت:

بلکہ اس کائنات میں موجود تمام مسخر کردہ اور مہیا کی گئی نعمتیں بھی محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی حفاظت مادی طور پر بھی فرمائی ہے:

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ[16]

اور بے شک ہم نے آسمان پر مختلف برج قائم کیے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے خوبصورت بنادیا۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القرآن میں حفاظت سے مراد معنوی حفاظت مراد لیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

یعنی آسمان اس بات سے محفوظ رکھا گیاہے کہ شیاطین یہاں آکر فرشتوں کی باتیں سن جاویں اور دنیامیں جاکر نئے نئے شعبدے اٹھاویں۔ کیونکہ جب وہ یہاں کا قصد کرتے ہیں تو وہ فرشتے آگ کے انگارے لیے کھڑے رہتے ہیں۔ وہ پھونک مارتے ہیں یہ جل بھن کر راکھ ہو جاتے ہیں۔[17]

اور اس معنوی حفاظت پر یہ آیت بھی دال ہے

وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ[18]

ترجمہ :اور ہم نے اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ رکھا۔

زمین کی حفاظت فرمائی:

اللہ تعالی کاارشاد ہے:

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ۔[19]

اور ہم نے زمین کو وسعت دی، اس میں مضبوط پہاڑ قائم کیے اور ہر قسم کی چیزیں ایک مقررہ اور مناسب مقدار کے ساتھ پیدا کیں۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القرآن میں فرماتے ہیں

اس آیت میں زمین کے پیدا کرنے کا ذکر فرمایا کہ ہم نے زمین کو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک پانی پر بچھادیا ہے اور اس پر جابجا پہاڑوں کے بوجھ رکھ دیئے ہیں اور خوب اچھی طرح مضبوط کر دیا ہے جس طرح کیلیں ٹھونک کر تخت وگیرہ مظبوط بنائے جاتے ہیں۔ اور زمین میں سے طرح طرح ک اشیاء پھل، میوے، ترکاریاں، غلے، روئی وغیرہ۔ اسی طرح پہاڑوں میں سے چاندی، سونے، لوہے وغیرہ کی

کانیں۔ غرض ہر چیز نہایت موزونیت سے پیدا کی اور اس میں تمہاری روزی رکھی ہے، تم بھی کھاتے پیتے ہو، اور اپنے بال بچوں کو بھی کھلاتے پلاتے ہو، اپنے جانوروں کو بھی چراتے ہو اور جس مخلوق کو تم جانتے بھی نہیں کہ کہاں ہیں اور کیا ہیں ان کی بھی روزی خدا نے اسی زمیں مین رکھی ہے۔ یہ اسی خدا کا کام ہے کہ وہ اپنے ہر ایک مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے کوئی انسان کسی کو نہیں دے سکتا۔ محض یہ غلط خیال ہے کہ ہم اپنی اہل وعیال کو دیتے ہیں، سب روزی خدا کے ہاتھ میں ہے وہی تم سے دلواتا ہے، تم کیا دے سکتے ہو۔[20]

زمین میں رزق کو بھی محفوظ کیا:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ[21]

کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کے ذخائر ہمارے پاس موجود نہ ہوں، اور ہم ہر چیز کو ایک مقررہ اندازے کے مطابق عطا کرتے ہیں۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القرآن میں ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں

یعنی باری تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جتنی چیزیں دنیا میں ہیں ان سب کا خزانہ اللہ کے پاس ہے۔ جب جتنی ضرورت ہوتی ہے اس میں سے ضرورت کے موافق دنیا میں اتاری جاتی ہیں۔ خزائن کے معنی: "بارش کا خزانہ" ہے اور بقدر معلوم کی تفسیر میں یہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ کم بارش ہوگئی ہے اور دوسری جگہ زیادہ، ایک جگہ بلکل بارش نہیں ہوتی اور دوسری جگہ خوب ہوتی ہے۔ اور بارش کے ایک ایک قطرے کے ساتھ فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو اس قطرے کو وہیں گرنے دیتے ہیں جہاں حکم ہوتا ہے۔ اور یہ بات یاد رکھتے ہیں کہ اس قطرے سے کیا کیا پیداوار ہوئی۔[22]

ہواؤں اور بارشوں کو اس کی خدمت پر مامور کیا:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ[23]

اور ہم نے بارآور ہوائیں بھیجیں، پھر آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے تمہیں سیر اب کیا، جبکہ تم اس پانی کے مالک اور ذخیرہ رکھنے والے نہیں ہو۔

انسانوں کی عمریں اور مدتِ حیات بھی محفوظ ہے:

سورۃ الحجر: 5 میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ[24]

کسی بھی قوم کو جب اس کی مقررہ مہلت پہنچ جائے تو نہ وہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

مومنین کی خاص حفاظت اور مادی وسائلِ ہدایت:

علاوہ ازیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کے لیے شیطان اور اس کی گمراہی سے بچاؤ کی ایک خاص حفاظت بھی حاصل ہے:

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلاَّ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ [25]

یقیناًمیرے مخلص بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہو گا،البتہ وہ بھٹکے ہوئے لوگ جو تیری پیروی کریں گے۔

اور اس حفاظت کو پانے کے لیے مددگار وسائل یہ ہیں:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ[26]

ترجمہ:اور بیشک ہمارے علم میں ہیں جو تم میں سے آگے بڑھے اور بیشک ہمارے علم میں ہیں جو تم سے پیچھے رہے۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی نیکیوں کی طرف حرص اور رجحان کو تفسیر سمرقندی اور تفسیر ثعلبی کے اس روایت کو ذکر فرماتے ہیں

إنَّ النبيَّ صلّى الله عليه وسلّم كان يحثُّ أصحابَه على إدراك الصفِّ الأول، وكان بعضُ الصحابةِ يسكنون في بيوتٍ بعيدةٍ عن المسجد، فأرادوا أن يبيعوا منازلَهم وينتقلوا إلى أماكنَ قريبةٍ منه حتى لا تفوتهم الفضيلة. فلما بلغ ذلك النبيَّ صلّى الله عليه وسلّم بيَّن لهم أنَّ بُعدَ المسكن عن المسجد لا يضيّع الأجر، بل إنَّ خطواتِ المصلّي إلى المسجد تُكتب له، فيُثاب على كلِّ خطوةٍ ويُرفع بها في الدرجات. فكان بعضُهم يفضّل السكنَ في الأماكن البعيدة طلبًا لكثرة الأجر، فنزل قولُ الله تعالى: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾، فعلموا أنَّ الله تعالى مطَّلعٌ على أحوالهم، وأنَّ الثوابَ مرتبطٌ بالنيّة، فاطمأنّت نفوسُهم وبقوا في منازلهم..[27]

جب رسول اللہ ﷺ نے نماز کی پہلی صف کی فضیلت بیان فرمائی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس سعادت کے حصول کے لیے بہت زیادہ اہتمام کرنے لگے، یہاں تک کہ صفِ اوّل میں جگہ حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی کثرت ہونے لگی۔ جن صحابہ کے گھر مسجدِ نبوی ﷺ سے فاصلے پر تھے، انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے موجودہ مکانات فروخت کر کے مسجد کے قریب گھر خرید لیے جائیں، تاکہ پہلی صف میں شرکت کا موقع ہاتھ سے نہ نکلے۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی۔۔[28]

اس کے بعد سورۃ الفاتحہ اور قرآن عظیم کی نعمت کا تذکرہ ہوئے فرماتا ہے کہ اس نعمت کے ہوتے ہوئے کسی دوسری نعمت کی طرف مت دیکھنا ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ[29]

اور بے شک ہم نے آپ کو بار بار پڑھی جانے والی سات آیات اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے۔ اور جو دنیاوی نعمتیں ہم نے مختلف لوگوں کو دے رکھی ہیں، ان کی طرف آپ اپنی توجہ نہ رکھیں۔

یہ تعلیم قلبی امن کے لیے نہایت اہم ہے۔ جب انسان دوسروں کی دنیاوی نعمتوں کو اپنی کامیابی کا معیار بنالیتا ہے تو حسرت، احساسِ محرومی اور بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن انسان کو اپنی اصل نعمت یعنی ہدایت اور ایمان کی قدر سکھاتا ہے۔

چنانچہ آپ ہمیشہ اللہ تعالی کے ساتھ وابستہ رہے:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ[30]

ترجمہ: پس جو حکم آپ کو دیا جا رہا ہے اسے کھلم کھلا بیان کیجیے اور مشرکوں سے اعراض کیجیے۔ بے شک ہم آپ کے لیے تمسخر کرنے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔

تو اللہ آپ کو اپنی حفاظت اور نگرانی کے سائے میں لے لے گا:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ[31]

ترجمہ: بیشک تمسخر اڑانے والوں کے مقابلے میں ہم تمہاری کفایت کرنے کے لیے کافی ہیں۔

اور اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اس عظیم نعمت پر اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے رہے:

سورت کی آخر میں اللہ تعالی کا فرماتا ہے

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ * وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ[32]

لہٰذا اپنے پروردگار کی حمد بیان کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں اور سجدہ کرنے والوں میں شامل رہیں، اور اپنے رب کی بندگی کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آپہنچے۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی اس آیت کی تفسیر میں سنن ابی داؤد شریف کی یہ حدیث ذکر فرماتے ہیں

«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ، صَلَّى»[33]

حضور ﷺ کو جب کوئی سخت مہم پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔[34]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا غُلَامُ ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ : احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ ، لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ ، لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ" [35]

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کم عمری میں نہایت جامع نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور اس کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام رکھو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا اور ہر مشکل وقت میں تمہیں اپنی مدد و نصرت کے قریب پاؤ گے۔ اپنی تمام حاجات کے لیے اللہ ہی سے رجوع کرو اور ہر قسم کی مدد اسی سے طلب کرو۔

مزید فرمایا کہ پوری دنیا کے لوگ بھی کسی شخص کو فائدہ پہنچانے کے لیے متحد ہو جائیں تو وہ صرف اتنا ہی فائدہ دے سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر فرمایا ہے، اور اگر سب لوگ مل کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں تب بھی وہ اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں لکھ دیا ہے۔ اس لیے بندے کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر کامل یقین رکھتے ہوئے اسی پر بھروسا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے آخر میں فرمایا کہ تقدیر کے فیصلے پہلے ہی قلم بند ہو چکے ہیں اور ان میں مزید کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔

عصر حاضر میں سورۃ الحجر کے پیغام کی معنویت

آج کا انسان سائنسی ترقی، جدید مواصلات اور بے شمار مادی سہولتوں کے باوجود ذہنی بے چینی، خوف، معاشرتی تنازع، اخلاقی کمزوری اور فکری انتشار سے دوچار ہے۔ اس صورتحال میں سورۃ الحجر کا پیغام یہ ہے کہ امن کو صرف مادی طاقت کے ذریعے تلاش نہ کیا جائے۔ قانون، ادارے، معاشی وسائل اور دفاعی انتظامات اپنی جگہ ضروری ہیں، لیکن ان سب کے ساتھ ایمان، اخلاق، عدل، تقویٰ اور اللہ پر توکل بھی ضروری ہیں۔

سورۃ الحجر کا تصورِ حفاظت جدید انسان کو تین سطحوں پر رہنمائی دیتا ہے: پہلی سطح پر قرآن اور دین سے تعلق مضبوط کیا جائے؛ دوسری سطح پر فرد اپنے اخلاق، عبادت اور حقوق العباد کی حفاظت کرے؛ اور تیسری سطح پر معاشرہ عدل، امانت، رواداری اور ذمہ داری کو فروغ دے۔ فکری انتشار کا علاج بھی اسی قرآنی منہج میں ہے۔ جب انسان اپنی شناخت، مقصدِ زندگی اور آخرت کے تصور سے جڑتا ہے تو دنیاوی اتار چڑھاؤ اسے مکمل طور پر نہیں توڑتے۔ قرآن اسے یاد دلاتا ہے کہ اصل کامیابی اللہ کی رضا ہے اور اصل حفاظت اس کی اطاعت میں ہے۔

خلاصۃ البحث:

سورۃ الحجر کا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ امن اور حفاظت کا حقیقی سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سورت میں قرآن کریم کی حفاظت، آسمان اور وحی کی حفاظت، مخلص بندوں کی حفاظت، انبیائے کرام علیہم السلام کی نصرت، اہل ایمان کی نجات اور کائنات کے منظم نظام کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور تدبیر کے تحت چل رہی ہے۔ جو شخص ایمان، تقوی اور

اطاعت الٰہی کو اختیار کرتا ہے، وہ اللہ کی خاص حفاظت اور نصرت کا مستحق بنتا ہے، جبکہ اس کی نافرمانی انسان کو خوف، اضطراب اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔

موجودہ دور بے چینی، فکری انتشار اور اخلاقی زوال کا شکار ہے، اس میں سورۃ الحجر کا پیغام پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہ سورت انسان کو یقین دلاتی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مظبوط کرے، اس کے احکام کی حفاظت کرے اور قرآن کو اپنی زندگی کا دستور بنائے، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت کے ہر حقیقی امن سے نوازتا ہے۔ یہی سورۃ الحجر کا بنیادی پیغام اور اس تحقیقی مطالعہ کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کے امن و حفاظت کے پیغام کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نتائج البحث:

1. سورۃ الحجر کا ایک نمایاں اور مرکزی مضمون امن، حفاظت اور اللہ تعالی کی نگہبانی ہے، جو سورت کے مختلف مضامین میں واضح طور پر نمایاں ہوتا ہے۔
2. حقیقی امن کا دارو مدار ایمان، توحید اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہے، جبکہ کفر و معصیت انسان کو دائمی اور خسارے میں مبتلا کر دیتے ہیں۔
3. اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے کر اس کی ابدیت اور تحریف سے محفوظ رہنے کی ضمانت عطا فرمائی۔
4. آسمان، وحی اور نظام کائنات کی حفاظت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا واضح مظہر ہے۔
5. مخلص اہل ایمان شیطان کی دائمی تسلط سے محفوظ رہتے ہیں، بشر طیکہ وہ ایمان و تقویٰ پر ثابت قدم رہیں۔
6. اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی ہر حال میں حفاظت فرماتا ہے۔
7. رزق، عمر اور کائنات کا منظم نظام اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حفاظت کے تحت ہے، اس لئے مومن کو ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔
8. سورہ الحجر یہ تعلیم دیتی ہے کہ اللہ کے نعمتوں پر قناعت، عبادت، ذکر اور شکر گزاری ہی حقیقی قلبی امن کا ذریعہ ہیں۔
9. احفظ اللہ یحفظک کی حدیث اس اصول کو عملی شکل دیتی ہے کہ بندہ اللہ کے احکام کی حفاظت کرے تو اللہ کی حفاظت اور نصرت کی امید رکھے۔

10. موجودہ دور کے فکری، اخلاقی اور سماجی بحرانوں میں سورۃ الحجر امن، استقامت، توکل اور الٰہی حفاظت کا ایک جامع قرآنی منشور پیش کرتی ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. سورۃ الحجر کا موضوعاتی مطالعے کو مدارس، جامعات اور دینی مراکز میں فروغ دیا جائے۔
2. نوجوانوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ حقیقی امن ایمان، تقوی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔
3. قرآن کریم کے تحفظ اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ سے مؤثر استفادہ کیا جائے۔
4. معاشرے میں امن، رواداری اور عدل کے فروغ کے لئے سورۃ الحجر کی تعلیمات کو خطبات، دروس اور نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
5. افراد اور معاشرے میں اللہ پر توکل، شکر اور عبادت کا جذبہ بیدار کیا جائے تاکہ روحانی اور معاشرتی امن قائم ہو۔
6. قرآنی موضوعاتی تحقیق (Thematic study of the quran) کو فروغ دے کر دیگر سورتوں میں بھی امن اور اصلاح معاشرہ کے موضوعات پر تحقیقی کام کیا جائے۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن، لعنکبوت:67

[2] سورۃ قریش:۴

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد حدیث نمبر؛3000، / ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی کتاب الزہد حدیث نمبر:2346

[4] سورۃ الحجر:80

[5] مفتی مظہر اللہ دہلوی، تفسیر مظہر القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی پاکستان سن اشاعت:2015ء، سورۃ الحجر:5، جلد:1، صفحہ:776

[6] سورۃ الحجر:82

[7] سورۃ الانعام:82

[8] سورۃ الحجر:2

[9] صحیح بخاری، باب: كيف نزل الوحي، وأول ما نزل، حدیث نمبر:4981

[10] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر 1:15، جلد:1 صفحہ:761

[11] سورۃ الحجر:2

[12] مستدرک للحاکم، باب من قراءاۃ النبی ﷺ، حدیث نمبر:2954

[13] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر15:2، جلد:1صفحہ:762

[14] سورۃ الحجر:9

[15] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر:9، جلد:1، صفحہ:763

[16] سورۃ الحجر:16

[17] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر:16، جلد:1، صفحہ:765

[18] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر:17، جلد:1، صفحہ:765

[19] سورۃ الحجر:19

[20] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر:19، جلد:1، صفحہ:765

[21] سورۃ الحجر:20

[22] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر:21، جلد:1، صفحہ:765

[23] سورۃ الحجر:22

[24] سورۃ الحجر:5

[25] سورۃ الحجر:42

[26] سورۃ الحجر:24

[27] تفسیر سمرقندی، سورۃ الحجر:24، جلد:2، صفحہ:254، تفسیر ثعلبی، سورۃ الحجر:24، جلد:5صفحہ:338

[28] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ الحجر15:24، جلد:1صفحہ:767

[29] سورۃ الحجر:88

[30] سورۃ الحجر:94

[31] سورۃ الحجر:95

[32] سورۃ الحجر:99

[33] سنن ابی داوٗد، بَابُ وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ، حدیث نمبر:1319

[34] تفسیر مظہر القرآن، سورۃ البقرۃ2:153، جلد:1، صفحہ:112

[35] سنن ترمذی، حدیث نمبر:2516